بدامنی کے مزید اسباب یہ بھی ہیں کہ بااختیار حکومت یا سر گروہوں کا سہارا ہم اپنی روزانہ زندگی میں، نیز مدرسوں اور دارالعلوموں میں برابر لیتے رہتے ہیں۔ لیڈروں کے اختیار واقتدار کا تہذیب و تمدن پر سراسر خراب اثر پڑتا ہے۔ جب ہم دوسروں کی تقلید کرتے ہیں تو عقل و فہم سے کوئی سروکار نہیں رہتا۔ بلکہ صرف خوف اور پیروی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کلیہ اختیارات کی حکومتوں کی بدعتیں اٹھانی پڑتی ہیں یا منظم مذہبی جماعتوں کی ہٹ دھرمی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں مزید انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ پر یہ بھروسا کریں یا حکام اور منظم جماعتوں سے یہ توقع کریں کہ وہ ایسا امن قائم کر سکیں گی جس کی شروعات دراصل خود شناسی ہی سے ہوتی ہے، اور اگر ہم ایسے معاشرتی نظام کو قبول کرتے رہیں گے، جس میں انسانوں کے درمیان جھگڑے اور عداوتیں جاری رہیں تو مستقل خوشی اور چین کبھی میسر نہیں ہوگا۔ اگر ہم موجودہ کیفیت کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو پہلے ہمیں خود اپنی کایا پلٹ کرنی ہوگی۔ اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ اپنے روزمرّہ کے افعال، خیالات اور جذبات سے برابر آگاہ رہنا پڑے گا۔

مگر ہم تو دراصل امن کے خواہاں ہی نہیں، نہ دوسروں سے فائدہ اٹھانے کے طریقوں کو بند کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس کے بالکل روادار نہیں کہ ہماری حرص و طمع میں کسی قسم کی خلل اندازی ہو یا مروجہ معاشرتی نظام میں

کسی قسم کی بنیادی تبدیلی ہو۔ ہم دراصل یہ چاہتے ہیں کہ پرانی وضع قائم رہے، البتہ اس میں کچھ اوپری اور سطحی ترمیمات کر دی جائیں۔ اس طرح ذی اختیار اور چالاک لوگوں کا قابو ہماری زندگی بھر ہم پر رہا کرتا ہے۔ امن و سکون نہ تو کسی قیاسی معیار کی بدولت اور نہ کسی قانون کے نافذ کر دینے سے ہوتا ہے۔ وہ تو تب ہی حاصل ہوگا جب ہم فرداً فرداً اپنی نفسیاتی تراش خراش کو سمجھ جائیں۔ اگر اپنی ذاتی کوشش کرنے کی ذمہ داری لینے کو ہم تیار نہ ہوں بلکہ اس کے منتظر رہیں کہ کوئی ایسا نیا دستور العمل جاری ہو جائے جس سے امن و امان قائم ہو سکے تو پھر ہم اس نئے دستور العمل کے بھی غلام بن جائیں گے۔

جب کبھی کوئی گورنمنٹ یا مطلق العنان حکام یا اراکین تجارت، یا اکابر دین و ملت اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انسانوں کی روز افزوں خصومت ہر کس و ناکس کو بلا امتیاز تباہ اور پامال کر رہی ہے۔ اور اس لیے قطعی سود مند نہیں ہے تو وہ جبراً یا قانوناً اس بات پر مجبور کر دیتے ہیں کہ ہم اپنی طمع اور ذاتی خواہشات کو ضبط کریں اور انسانوں کی بہبودی کے معاون بنیں۔ جیسے اس وقت ہمیں ہمسری رقابت اور سنگدلی کی ترغیب ملتی رہتی ہے، اسی طرح آئندہ ہم ایک دوسرے کا لحاظ رکھنے پر اور تمام دنیا کی مخلوق کی حاجت روائی پر مجبور کئے جائیں گے۔ ایسی صورت میں بھی چاہے ہمیں کھانے پینے اور رہنے سہنے کا کافی سبھیتا ہو جائے لیکن بااین ہمہ تفرقہ اور تنازعات سے ہمیں